نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

غلام احمد قادیانی

تار کا پتہ الفضل قادیان گورداسپور

THE ALFAZL QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

الفضل قادیان

قیمت سالانہ پیشگی للعہ ششماہی للعہ سہ ماہی عہ

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۲۳ | مورخہ ۹ر مئی سنہ ۱۹۲۵ء | یوم شنبہ | مطابق ۱۵ ر شوال سنہ ۱۳۴۳ھ | جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

۶ر مئی کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعوت ولیمہ ہوئی۔ جس میں قادیان کے قریباً تمام احمدیوں کے علاوہ ننگل۔ قادرآباد۔ احمد آباد بھینی اور کھارا کے احمدیوں کو بھی مدعو کیا گیا۔ دعوتی رقعہ جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی طرف سے تھا۔ اور دعوت حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے مکان میں کھلائی گئی۔

۹ر مئی سنہ ۱۹۲۵ء بروز ہفتہ بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے مسجد مبارک میں بابو عبدالحکیم خان صاحب ملازم ہیڈ کوارٹر رائل ایر فورس کا خطبہ نکاح سیدہ بیگم صاحبہ دختر ذوالفقار علی خان صاحب مہاجر قادیان کے ساتھ بعوض مبلغ دو ہزار روپیہ زر مہر پڑھ کر اعلان کیا۔

نظم
مَیں احمدی ہوں

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب)

ہوں اللہ کا بندہ محمدؐ کی اُمّت
ہے احمدؑ سے بیعت خلیفہ سے طاعت

مرا نام پُوچھو
تو مَیں احمدی ہوں

خدا کی عبادت رسُولوں کی نصرت
قیام شریعت ہُدیٰ کی اشاعت

مرا کام پوچھو
تو مَیں احمدی ہوں

زمانہ سے اَن بَن سبھی میرے دشمن
لہُو کے پیاسے مُسلماں۔ برہمن

گر الزام پوچھو
تو مَیں احمدی ہوں

سیہ کار اسود ریا کار احمر
جو مغضوب ابیض تو دجّال اصفر

یہ بد نام پوچھو
تو مَیں احمدی ہوں

طلب میں خدا کی بہت خاک چھانی
ہر اک دین دیکھا ہر اک جا دُعا کی

پھر انجام پوچھو
تو مَیں احمدی ہوں

وساوس رذائل ہوئے مجھ سے زائل

یقین میرا کامل — ہوں جنت میں اجل
باآرام پوچھو
تو میں احمدی ہوں

ہیں اثمارِ ایماں — نجات اور عرفاں
مقاماتِ مرداں — ملاقاتِ یزداں
جو قستام پوچھو
تو میں احمدی ہوں

میں کعبہ ہوں سب کا — حرم اپنے رب کا
جو ملجا عجم کا — تو ماوی عرب کا
اب اسلام پوچھو
تو میں احمدی ہوں

اہلسنت والجماعت گوجرانوالہ کے جلسہ میں مباحثہ

کچھ عرصہ سے اہلسنت والجماعت کے نام سے گوجرانوالہ میں ایک انجمن قائم ہوئی ہے۔ جس نے سالانہ جلسے شروع کیئے۔ اس کی دعوت پر علمائے دیوبند وغیرہ آتے اور ہمارے خلاف گندی گالیوں اور افترا سے کام لیتے رہے۔ ہر سال ان کے جلسہ کے موقعہ پر ہم قبل از وقت منتظمین جلسہ سے بذریعہ اشتہار وخط وکتابت کوشش کرتے۔ کہ علمائے دیوبند کو ہمارے علمائے کرام کے مقابل مناظرہ کے لئے لائیں۔ مگر علمائے دیوبند ہرگز تیار نہ ہوتے۔ اور یکطرفہ بدظنی پھیلا کر چلے جاتے۔ اس سال پھر ہم نے قبل از وقت کوشش کی اور ایک "کھلا چیلنج" کے نام سے اشتہار دیا۔ جس کے جواب میں ناظم اہلسنت والجماعت کی طرف سے ایک لمبا چوڑا اشتہار نکلا۔ اور عوام کو دھوکہ دینے کے لئے بڑے موٹے الفاظ میں "مرزائیوں کا چیلنج منظور" اشتہار کی پیشانی پر لکھ دیا۔ مگر اشتہار کے اندر وہی اپنے سابقہ وطیرہ کے مطابق گندی گالیاں اور سوقیانہ باتیں درج کردیں۔ اور ساتھ ہی لکھ دیا کہ یہ جنگ ہے۔ جنگ کے لئے شرائط کیسے؟ بلا شرائط مناظرہ کے لئے میدان میں آجاؤ۔ اسکے جواب میں ہم نے نہایت جنٹلمانہ طریق اور نرم پیرایہ کو اختیار کرتے ہوئے مضامین زیر بحث اور شرائط مناظرہ پیش کردیں۔ کیونکہ ہماری اصل غرض یہ تھی۔ کہ کسی نہ کسی طرح علمائے دیوبند ہمارے علمائے کرام کے مقابل پر آجائیں۔ تاکہ ان کی افترا پردازی اور ہمارا حق پر ہونا ثابت ہو جائے۔ مگر علمائے دیوبند نہ ہی مقابل پر آئے اور ہمارے اس اشتہار کا جواب اخیر وقت پر بذریعہ قلمی رقعہ یہ دیا گیا۔ کہ اہلسنت والجماعت کی طرف سے "وجوہ تکفیر مرزا" پر ایک گھنٹہ لیکچر ہوگا۔ اسکے بعد پانچ پانچ منٹ باری باری ایک گھنٹہ وقت فریقین کو سوال وجواب کے لئے دیا جائیگا۔ اس کے متعلق ہم نے ناظم اہلسنت والجماعت سے صرف اسقدر ترمیم چاہی۔ کہ ہمارے مناظر کو بھی تردید کے لئے مساوی وقت دیا جائے۔ مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔ آخر ہم بطریق تنزل انہی کی بات کو جو ہرگز کسی صورت میں انصاف پر مبنی نہ تھی۔ قبول کر کے جلسہ گاہ میں مناظرہ کے لئے چلے گئے۔ ہم کو پھر بھی خوشی تھی۔ کہ غنیمت ہے۔ آدھ گھنٹہ دیوبندیوں سے گفتگو کے لئے ہم کو ملیگا۔ مگر وہاں پھر وہی بات دیوبندی مقابل پر آنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اور ہمارے مقابل پرانا شکست خوردہ مولوی محمد حسین کولوتارڑی کو پیش کیا گیا۔ خیر اس نے ایک گھنٹہ یا اسکے قریب یہ رونا رویا۔ کہ مرزا صاحب خدا بنتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس کے ختم کرنے پر جب پانچ منٹ میں اس کے تمام کئے کرائے پر پانی پھیر دیا۔ اور نہایت صاف اور مدلل پیرایہ میں تردید کردی۔ اور ثابت کردیا۔ کہ ان لوگوں کے اعتقادات اور ان کے پیش کردہ معیاروں سے تمام گذشتہ انبیاء اولیاء نعوذ باللہ جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ اور مخالفین کو حضرت مرزا صاحب کے تعصب میں اپنے گھر کی بھی نہیں سوجھتی۔ مولوی غلام احمد صاحب کی ان تمہیدی باتوں کا بھی مجمع پر بہت اثر ہوا۔ اور باطل کے مقابل حق کے اثر کا ایک نظارہ نظر آگیا۔ مولوی محمد حسین جب کھڑا ہوتا۔ اصل بحث کو چھوڑ جاتا۔ اور محمدی بیگم اور عبدالحکیم مرتد کی اس کی اپنی ہی ستر دکہ پیشگوئی پیش کرتا۔ مگر ہمارے مولوی فاضل صاحب اسکے پیچ وتاب کھانے پر بھی اس کو اصل مقصد کی طرف لے آتے اور خوب تردید کرتے۔ مولوی محمد حسین کو بھرے مجمع میں جیسا کہ ہمارے مولوی فاضل صاحب نے تمہید میں کہا تھا۔ کہ ان لوگوں کو اپنے معیاروں سے گذشتہ راستبازوں کو بھی چھوڑنا پڑتا ہے۔ باآواز بلند کہا۔ کہ فتوح الغیب اور قرآن اور حدیث کے خلاف ہے۔ اس لئے ہم اسکو نہیں مانتے۔ گویا اپنے پیر دستگیر کو بھی چھوڑ گئے۔ مولوی محمد حسین کی ایسی باتوں سے غیر احمدی مجمع پر مایوسی طاری ہوگئی۔ اور بعض جہلاء کے تو ایسے ہوش اڑے جہاں سبحان اللہ کہنے کا موقع ہوتا۔ وہاں لعنت لعنت کہتے۔ چنانچہ ایک وقت میں جبکہ ہمارے مولوی فاضل صاحب یہ حدیث قدسی سنا رہے تھے۔ کہ مومن کے ہاتھ خدا کے ہاتھ اور مومن کے پاؤں خدا کے پاؤں ہو جاتے ہیں الخ۔ تو ایک شخص نے لعنت لعنت کہنا شروع کردیا۔ اور جب ایک اور شخص نے کہا کہ یہ تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ تو پھر وہ بہت کھسیانہ ہوا۔ مختصر یہ کہ اگرچہ ہم کو انہوں نے بہت تھوڑا وقت دیا۔ مگر خداوند کریم کے فضل وکرم سے ہمارا بہت اچھا اثر ہوا۔ اور بڑی کامیابی ہوئی۔ جسے دشمن اپنے حال سے ظاہر کر رہے تھے۔ اور بہت سے تعلیم یافتہ اپنے قال سے بھی اظہار کر رہے تھے۔

خاکسار صاحب دین سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ گوجرانوالہ

انجمن احمدیہ نیروبی کے کارکن احباب کا تقرر

مکرم معظم جناب ایڈیٹر صاحب الفضل سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں اپنے گذشتہ خط میں افریقہ کے مرکز میں احمدیہ ہال ساڑھے سولہ ہزار شلنگ پر خریدنے کی خبر ارسال کرچکا ہوں۔

چونکہ خداوند کریم نے محض اپنے فضل وکرم اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی دعاؤں سے احمدیہ ہال عطا فرمایا ہے لہذا ہال وقبرستان کی دیکھ بھال اور شکست وریخت کے لئے مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۲۵ء کو مندرجہ ذیل کارکن جماعت احمدیہ کی طرف سے منتخب کئے گئے ہیں۔ نیز ملک احمد حسین صاحب جنرل سکرٹری کی جگہ میاں عبدالعزیز صاحب سکرٹری بنائے گئے ہیں۔ اور میاں محمد امین صاحب آڈیٹر۔ میاں عبدالرحمن صاحب و ڈاکٹر عبداللہ صاحب اور خاکسار (ڈاکٹر عمر الدین) ممبران سب کمیٹی برائے نگہداشت اراضی قبرستان۔ میاں دوست محمد صاحب، میاں محمد حسن صاحب بٹ اور خاکسار (ڈاکٹر عمر الدین) ممبران سب کمیٹی برائے نگہداشت احمدیہ ہال بنائے گئے۔ مسٹر محمد حسن صاحب بٹ ایڈیٹر البلاغ مقرر کئے گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ جماعت کو توفیق عطا فرماوے۔ کہ وہ البلاغ کے مستقل طور پر چلانے کا سامان مہیا کرسکے۔ آمین۔

پریزیڈنٹ ڈاکٹر عمر الدین۔ خزانچی سیٹھ عثمان یعقوب صاحب

ڈاکٹر عمر الدین۔ یہ تینوں کارکن بدستور رہے۔ اور کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ میاں عبدالعزیز صاحب عرصہ دراز سے لائبریرین کا کام نہایت خوبی اور دیانتداری سے کرتے رہے۔ چونکہ انکے ذمہ سکرٹری کا کام کیا گیا ہے۔ اسواسطے مولوی عبدالواحد صاحب جو ہمارے امام ہیں۔ لائبریرین مقرر کئے گئے۔

آیندہ جو صاحب جماعت احمدیہ نیروبی سے خط وکتابت کرنا چاہے وہ میاں عبدالعزیز صاحب سکرٹری سے اس پتہ پر خط وکتابت کریں:۔ عبدالعزیز صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ پوسٹ بکس ۲۵۵ نیروبی۔ کینیا کالونی۔

بالآخر سب احمدی احباب کی خدمت میں عرض ہے، کہ وہ ہماری جماعت کے لئے دعا کریں کہ خداوند کریم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے [illegible] ہم کو [illegible] کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ خاکسار ڈاکٹر عمر الدین احمدی [illegible] پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ نیروبی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۹ مئی ۱۹۲۵ء

حج بیت اللہ اور مسلمانان ہند

گورنمنٹ ہند سے امیر علی کے خلاف امداد کی درخواست

(۲)

گورنمنٹ کی طرف سے حاجیوں کو اس سال حج سے روکنے کی سب سے بڑی بلکہ ایک ہی وجہ جو بیان کی جاتی ہے. وہ یہ ہے کہ:-

"تا اہل حجاز اقتصادی تکالیف میں مُبتلا ہو کر سلطان ابن سعود کے عہد حکومت سے بیزار ہو جائیں۔ اور اس طرح خاندان شریف غدار کے مقاصد کو تقویت پہنچے" (زمیندار ۳۰- اپریل)

لیکن ہم نہیں سمجھتے۔ گورنمنٹ کو "خاندان شریف" کا حامی اور "سلطان ابن سعود" کا دشمن کن وجوہات کی بناء پر قرار دیا جاتا ہے۔ اگر شریف حسین اور ان کا خاندان انگریزوں سے مالی امداد حاصل کرتا رہا ہے تو سلطان ابن سعود بھی باقاعدہ انگریزوں کے وظیفہ یاب رہے ہیں۔ اور اسی بناء پر معاصر ہمدم (۲۹ر اپریل) کو یہ لکھنا پڑا ہے کہ:-

"امیر علی پر انگریزوں کی طرفداری کا شبہ کیا جاتا ہے لیکن گذشتہ زمانہ جنگ اور اس سے قبل و بعد کے واقعات سلطان ابن سعود کو بھی اس قسم کے شبہ سے بالاتر ظاہر نہیں کرتے۔ اور یہ ایک امر واقعہ ہے۔ کہ شریف حسین کو جس کا حکومت حجاز سے محروم ہونا یقیناً ساری دنیائے اسلام کے لئے طمانیت بخش ہے۔ اپنے طاقتور حلیف برطانیہ سے جس کی خاطر اس نے خود کو دنیا و عقبیٰ دونوں کے خسران میں مُبتلا کیا۔ کوئی قابل قدر فوجی مدد ملتی تو سلطان ابن سعود کے نجدی متبعین باوجود اپنی اس بسالت و شجاعت کے جس کا یورپین وقائع نگاروں کی طرف سے گذشتہ چند ماہ میں ان کو بہت کچھ کریڈٹ دیا گیا ہے مکہ معظمہ پر قابض نہ ہو سکتے۔ جو لوگ پردہ کے اندر حرکت کرنیوالی انگلیوں کو پہچاننے کی تھوڑی سی بصیرت رکھتے ہیں۔ وہ بآسانی اس امر کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امیر علی و سلطان ابن سعود فی الحقیقت چھ مہروں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ اور ایک ہی بازیگر کے ہاتھ ان کو باہم لڑا رہے ہیں۔ وہی بازیگر جس نے پہلے عربوں کو ترکوں سے لڑایا۔ اور بعد ازاں شریف حسین اور سلطان ابن سعود کو اپنی حکومت کے دو محکموں کی طرف سے روپیہ اور توپیں دیکر ایک دوسرے سے بھڑا دیا۔ آج بھی وہ خفیہ ڈپلومیسی اپنے کام میں لگی ہوئی ہے۔ اور سرچشمہ اسلام میں دو بڑے علاقوں کی قوت باہمی تصادم سے کمزور ہوتی دیکھ کر اپنی آیندہ کامیابی کے آثار پر تبسم ہو رہی ہے۔"

پس ان حالات میں بھی گورنمنٹ پر یہ شبہ کرنا کہ وہ سلطان ابن سعود کو نقصان پہنچانے کی خاطر حاجیوں کو حج سے روکنا چاہتی ہے۔ دور از عقل بات ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ نے اسی وقت بالکل الگ تھلگ رہنے کا اعلان کر دیا تھا جب سلطان ابن سعود نے مکہ پر حملہ کا ارادہ کیا تھا۔ اور اسوقت تک بڑی سختی کے ساتھ اس اعلان کی پابندی کر رہی ہے۔ اس لئے کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ کہ گورنمنٹ ہند پر حاجیوں کے روکنے کا جھوٹا اور غلط الزام لگایا جائے۔

یہ صاف بات ہے۔ کہ جس طرح سلطان ابن سعود کی یہ کوشش ہے۔ کہ جدہ کی ناکہ بندی کر کے امیر علی کو اطاعت کے لئے مجبور کرے۔ اور اس بارے میں اس نے اپنے اعلان بنام مُسلمانان ہند میں لکھا بھی ہے کہ:-

"ہمارے لشکر نے علی بن حسین اور انکی تمام قوت و لشکر کو جدہ میں محصور کر لیا ہے۔ اسکے گرد خار دار استحکامات ہیں۔ ان پر عرصہ ہستی تنگ ہو رہا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ وہاں سے عنقریب نکل جائینگے۔"

اسی طرح علی بن حسین اور شریف حسین بھی اپنی طرف سے اسی امر کی پوری پوری کوشش کرینگے۔ کہ سلطان ابن سعود کو کسی قسم کی بیرونی مدد جس کے لئے وہ مسلمانان ہند کو حج کی دعوت دے رہے ہیں۔ نہ حاصل ہو سکے۔ اور مکہ میں کسی طرف سے سامان خورونوش نہ پہنچ سکے۔ اسلئے اسکے خلاف جو بھی کوشش کی جائیگی وہ اس کی مزاحمت کرینگے۔ اور بقول معاصر "ہمدم"

"چونکہ ان کے پاس جنگی اگنبوٹ اور ہوائی جہاز موجود ہیں۔ اسلئے بحیرہ قلزم کی دیگر بندرگاہیں بھی انکی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکینگی۔ اور جو حاجی ادھر سے سفر بیت اللہ کے عازم ہونگے۔ انکی جانیں خطرہ میں پڑینگی۔"

اس خطرہ کو وہ لوگ بھی پورے طور پر محسوس کر رہے ہیں۔ جو اس سال حاجیوں کو پہلے سالوں سے بھی زیادہ تعداد میں حج کے لئے جانے کی تحریک کر رہے ہیں۔ اور جو گورنمنٹ پر حاجیوں کے روکنے کا الزام لگاتے ہیں۔ لیکن اس کے متعلق وہ گورنمنٹ سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی بحری طاقت کے ذریعہ حاجیوں کی حفاظت کا انتظام کرے۔ چنانچہ اخبار "زمیندار" (۲ر مئی) لکھتا ہے:-

"حکومت کا فرض ہے کہ وہ قنفذہ یا لیث یا رابغ میں حجاج کے بحفاظت تمام اُتارنے اور بعد ادائے فریضہ حج بحفاظت تمام واپس لانے کا انتظام کرے"

اسی طرح مولوی محمد علی صاحب اپنے اخبار "ہمدرد" میں لکھتے ہیں:-

"جب ترک شریک جنگ ہوئے تھے تو حکومت برطانیہ نے عازمان حج اور زائرین کے لئے راستے صاف ہونے کی شرط لگا دی تھی۔ ورنہ مقامات مقدسہ کے بھی حملہ اور دست برد سے محفوظ و مصئون رکھنے کا وعدہ کرنے کو وہ تیار نہ تھے۔ جو حکومت بحالت جنگ بھی دشمنوں کو اس طرح ذمہ دار ٹھہراتی تھی۔ کیا وہ دوستوں سے اس کا عہد بھی نہیں لے سکتی۔ کہ امیر علی کا ٹوٹا پھوٹا ایک سٹیمر کا مصافی بیڑہ حاجیوں کے جہازوں پر حملہ آور نہ ہو گا"

نہ معلوم گورنمنٹ ہند سے یہ خواہش کرنے والے لوگ اس بات کو کیوں بھول گئے ہیں۔ کہ آج سے تھوڑا عرصہ ہی قبل وہ اس بات پر زور دے رہے تھے۔ کہ شریف مکہ اور سلطان ابن سعود کے معاملہ میں گورنمنٹ کو قطعاً کسی قسم کا دخل نہیں دینا چاہئیے اب اگر حکومت ہند اپنے جنگی جہازوں کی حفاظت میں ان لوگوں کو سلطان ابن سعود کے زیر تصرف علاقہ تک پہنچائے جن سے مالی امداد حاصل کرنے کی وہ درخواست کر رہے ہیں۔ اور جو انہیں ہر قسم کی امداد دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ تو کیا یہ غیر جانبداری کے قطعاً خلاف نہیں ہو گا۔ پھر آج کیوں اس بات کی خواہش ظاہر کی جا رہی ہے۔ جس سے کل روکا جاتا تھا۔ کیا اس لئے کہ اسوقت گورنمنٹ کی غیر جانبداری سلطان ابن سعود کے لئے مفید تھی۔ اور آج جانبداری ان کے لئے فائدہ بخش ہے۔

پھر گورنمنٹ ہند سے اس قسم کی خواہش کرنے والوں پر ہمیں اس لحاظ سے اور بھی حیرت ہے۔ کہ ابھی ان کے وہ الفاظ غتناب نہیں ہوئے۔ جو ہمارے خلاف اس لئے لکھ چکے ہیں کہ ہم نے کابل میں احمدیوں کی سنگساری کے خلاف جمعیتہ الاقوام اور دنیا کی سلطنتوں کو کیوں توجہ دلائی۔ اس بناء پر ہمارے خلاف درشت سے درشت الفاظ استعمال کئے گئے اور کئے جا رہے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں۔ یہ لوگ جو ہم پر بے غیرتی کا الزام لگاتے۔ اور ایک "اسلامی حکومت" کے خلاف عیسائی حکومتوں سے "دادرسی" کو ناقابل عفو گناہ قرار دیتے ہیں۔ وہ خود کس منہ سے سابق شریف مکہ کے ٹوٹے پھوٹے ایک سٹیمر سے محفوظ رکھنے کے لئے اس گورنمنٹ کی امداد کے طالب ہو رہے ہیں۔ جسے وہ

548

"طاغوتی" اور "شیطانی" سمجھتے ہیں۔ کیا گورنمنٹ ہند کے بحری بیڑہ کے سائے میں ہندوستان کے حاجیوں کا جانا اور امیر علی کے مقابلہ میں انگریزوں سے امداد حاصل کرنا مسلمانوں کے لئے شرم کا مقام نہیں ہے۔ اگر ہے۔ تو کیوں اسکے لئے درخواست کی جا رہی ہے۔ ہم پر بے غیرتی کا الزام لگانے والوں کو کبھی تو اپنی غیرت کا ثبوت دینا چاہیئے۔ مسٹر لائڈ جارج کے پاس خلافت کے استحکام کے لئے مسلمانوں کا وفد جانا بڑی غیرتمندی ہوگی اسی طرح خلافت کے قیام کے لئے جناب گاندھی جی کو اپنا راہنما تسلیم کرنا اس سے بھی بڑی غیرت کا ثبوت ہوگا۔ اور اب امیر علی کے خوف سے گورنمنٹ ہند سے حفاظت کی درخواست کرنا تازہ غیرت مندی کا مظاہرہ ہے۔

ان حالات کو دیکھ کر ہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ اگرچہ مسلمانوں کے ہر معاملہ میں ناکامی اور ہر امر میں الجھن پیدا ہو جانا ان کے شامت اعمال کی وجہ سے ہے۔ لیکن اس میں یہ حکمت بھی مضمر ہوتی ہے۔ کہ جس رنگ اور جس طریق سے یہ لوگ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت احمدیہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ اسی رنگ میں ان کو خدا تعالیٰ مجرم ثابت کرتا ہے کاش! یہ لوگ غور و فکر سے کام لینا سیکھیں۔

ہم اسقدر لکھ چکے تھے۔ کہ اخبار "زمیندار" (۶ مئی) کے ذریعہ مسلمانان لاہور کے ایک جلسہ کی روئداد ہماری نظر سے گذری اس جلسہ کی صدارت سید حبیب صاحب ایڈیٹر "سیاست" نے فرمائی۔ اور افتتاح مولوی ظفر علی صاحب آف "زمیندار" نے کیا اس میں ایک قرارداد یہ پاس کی گئی ہے:۔

"مسلمانان لاہور کا یہ جلسہ حکومت ہند سے پرزور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ اپنے ان فرائض اور ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے جو اسپر مسلمانان ہند کے جانی۔ مالی اور مذہبی حقوق کی حفاظت کے متعلق عاید ہوتی ہیں حجاج کو بمبئی سے قنفذہ رابغ یا لیث کی بندرگاہوں تک اپنی حفاظت میں پہنچانے اور وہاں سے واپس لانے کا فوری انتظام کرے۔ اور علی ابن حسین کو اپنی خیر جاتبداری کا احترام ملحوظ رکھنے اور حاجیوں کو کسی مزاحمت کے بغیر بحر احمر میں سے گذر جانے پر مجبور کرے۔"

اس قرارداد کے متعلق جو تقریریں کی گئیں۔ ان کا خلاصہ "زمیندار" نے حسب ذیل شائع کیا ہے۔

چودہری افضل حق صاحب نے فرمایا:۔

"ہر حکومت اپنی رعایا کے جذبات مذہبی کے تحفظ کی ذمہ وار ہوتی ہے۔ اور علی الخصوص حکومت انگریزی کو تو اس بات کا بہت بڑا دعویٰ ہے۔ کہ اسے اپنی رعایا کے مذہبی جذبات کا بہت زیادہ احترام مد نظر ہے ملک میں حج جیسے فریضۂ مذہبی پر ہیجان پیدا ہو رہا ہے۔ اور میرے نزدیک اس حکومت کے لئے مسلمانوں کی تالیف قلوب کا یہ بہت اچھا موقع ہے۔ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ ایک امیر علی کیا۔ اگر بیس بھی ہوں۔ تو حکومت برطانیہ میں اتنی طاقت موجود ہے۔ کہ ایک دفعہ آنکھ دکھائے تو اسے حرکت کرنے کی جرأت نہ رہے۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ حکومت مسلمانان ہند کے حق میں علی پر سیاسی دباؤ ڈالے تاکہ وہ حجاج کا مزاحم نہ ہو۔"

مولوی عبد اللہ صاحب معتمد جمعیۃ دعوت و تبلیغ نے کہا:۔

"اگر حکومت کو مسلمانوں کے جذبات کا ذرہ برابر بھی احساس ہے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ اس معاملہ میں مسلمانوں کی مدد کرے۔ جس قوم کے بدبخت افراد نے کبھی حکومت انگریزی کا ساتھ دیکر روسیاہی حاصل کی تھی۔ اور خدا اور رسول کو ناخوش کیا تھا۔ کاش! انکی ان خدمات ہی کی شکر گزاری میں حکومت ان کا ساتھ دے۔"

اس قرارداد اور اس سے متعلق تقریروں کا سوائے اس کے کیا مطلب ہے۔ کہ مسلمانان لاہور جن میں مولوی ظفر علی صاحب مع اپنے خلف الرشید شامل تھے۔ شریف حسین اور امیر علی کے مقابلہ میں ان لوگوں سے امداد طلب کر رہے ہیں۔ جو ان کے نزدیک "اسلام کی سب سے بڑی حکومت کو پارہ پارہ کرنیوالے اور جزیرۃ العرب کے مختلف حصص پر قبضہ جمانے والے" ہیں۔

"زمیندار" (۱۱ مارچ ۱۹۲۵ء) میں جناب مولوی ظفر علی خان صاحب نے ہمارے متعلق لکھا تھا۔

"اگر آج وہ اپنے مشنریوں کی سنگساری پر روئیں پیٹیں، چیخیں، چلائیں۔ ایک آزاد و غیر اور خود مختار اسلامی سلطنت کے خلاف ناشائستہ کلمات استعمال کریں۔ اپنی دادرسی کے لئے نامردانہ کفر کے دروازہ کی خاک چاٹتے پھریں۔ تو اسپر تعجب کا کونسا مقام ہے۔"

لیکن اگر ایک نہایت ہی ظالمانہ اور جفاکارانہ فعل کو دنیا کی حکومتوں کے سامنے رکھ کر اس امر کی توقع کرنا کہ وہ اخلاقی طور پر حکومت کابل پر ایسا اثر ڈالیں۔ کہ وہ آیندہ ایسے ننگ انسانیت فعل کا ارتکاب نہ کرے۔ نامردانہ کفر کے دروازوں کی خاک چاٹنا ہے۔ تو بتایا جائے۔ شریف حسین اور امیر علی کی طرف سے کسی کارروائی کے ہونے سے قبل ہی "اسلام کی سب سے بڑی حکومت کو تباہ کرنے والوں اور جزیرۃ العرب کے مختلف حصص پر قبضہ جمانے والوں" سے امداد چاہنا اور اس حکومت سے جسے جناب ظفر علی خان صاحب "طاغوتی حکومت" کہتے ہیں۔ اپنی حفاظت کی درخواست کرنا بے شرمانہ فعل نہیں ہے۔ شریف حسین اور امیر علی خواہ ایسے لوگوں کے نزدیک کچھ ہی ہوں لیکن پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور نسلاً بعد نسلاً حکمران چلے آتے ہیں۔ ان کے خلاف حکومت برطانیہ سے مدد حاصل کرنا کہاں کی غیرت ہے۔ اور اس موقعہ پر مسلمان کیوں اسی مشورہ پر عمل نہیں کرتے۔ جو ہمیں حکومت کابل کے متعلق دیتے تھے کہ اس بارے میں مسلمانوں سے رجوع کرنا چاہیئے تھا۔ انہیں اس بارے میں حکومت برطانیہ کے آگے ناک رگڑنے کی بجائے خود شریف حسین اور اس کے بیٹے کے آگے سر جھکا کر درخواست کرنی چاہیئے۔ کہ وہ ہندوستان کے حاجیوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائیں۔ نہ کہ سلطنت برطانیہ کے بحری بیڑہ کی مدد حاصل کرنے کی کوشش کر کے اسے اور اشتعال دلائیں۔

ہمارے وہ تار جو حکومت کابل کے جابرانہ افعال کے متعلق دول کو دئے گئے ہیں۔ اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں انہیں پڑھ کر کوئی سلیم الفطرت انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم نے ایک لفظ بھی اسلامی غیرت کے خلاف استعمال کیا ہے لیکن ہمیں بے غیرتی اور بے حمیتی کا طعنہ دینے والوں کی طرف دیکھئے۔ بیچارے شریف حسین کے خلاف جو گھر سے بے گھر ہو کر جدہ میں پناہ گزین ہے۔ اور جو بقول سلطان ابن سعود غدار اور تاروں میں محصور رہا ہے عیسائی گورنمنٹ اور اس عیسائی گورنمنٹ سے جسے اسلامی حکومتوں کو تباہ کرنے والی قرار دیا جاتا ہے۔ جس ذلیل طریق سے امداد طلب کی گئی ہے۔ وہ مندرجہ بالا قرارداد اور اس کے متعلق تقریروں سے ظاہر ہے۔

اس قرارداد میں گورنمنٹ کو "مسلمانان ہند کے جانی مالی اور مذہبی حقوق کی حفاظت" کی ذمہ وار بنایا گیا ہے اور جہاں یہ کہا گیا ہے کہ "حکومت کیلئے مسلمانوں کی تالیف قلوب کا یہ بہت اچھا موقعہ ہے" وہاں اپنی گذشتہ خدمات پیش کرتے ہوئے یہاں تک کہدیا گیا ہے کہ "جس قوم کے بدبخت افراد نے کبھی حکومت انگریزی کا ساتھ دیکر روسیاہی حاصل کی تھی۔ اور خدا اور رسول کو ناخوش کیا تھا۔ کاش! اس کی ان خدمات ہی کی شکر گذاری میں حکومت ان کا ساتھ دے" تعجب ہے۔ ہم اگر ایک ظالم اور جابر حکومت کے سفاکانہ افعال کے متعلق گورنمنٹ ہند اور دول یورپ کو توجہ دلائیں۔ تو بے غیرت اور اسلام کو بدنام کرنیوالے کہلائیں۔ لیکن اگر یہ لوگ ایک معذور اور مجبور شخص کے خیالی خطرہ کو پیش کر کے اسی گورنمنٹ سے امداد کے خواہاں ہوں اور اس کے لئے اپنی ان خدمات کو پیش کریں۔ جنکی وجہ سے بقول انکے وہ روسیاہی حاصل کر چکے ہیں۔ تو انکی غیرت اسلامی پر کوئی حرف نہ آئے۔

مولوی ظفر علی صاحب نے جابجا اپنی تحریروں میں ہمارے متعلق یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ہم نے سلطنت کابل کے خلاف ناشائستہ کلمات استعمال کئے ہیں۔ اگر ہم اس شرمناک اور انسانیت کش ظلم و جبر سے متاثر ہو کر جو ہمارے بھائیوں پر سرزمین کابل میں کیا گیا ہے۔ لا یحب اللّٰہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم کے ماتحت کوئی قول سوء کہتے بھی۔ تو ہمارا حق تھا۔ مگر ہم نے صبر سے کام لیا۔ لیکن ہمارے الفاظ کو ناشائستہ کہنے والے جناب ظفر علی خانصاحب کی شائستگی ملاحظہ ہو۔ جو انہوں نے شریف حسین کے متعلق دکھائی ہے۔ اسی جلسہ میں جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ آپ نے جو تقریر فرمائی۔ اس کا ایک فقرہ یہ ہے :-

"مردود ازلی۔ لعین شقی۔ باغی خلافت غدار اسلام شریف حسین ابن علی"

جن لوگوں کی شائستگی کی یہ حالت ہو۔ وہ کس منہ سے کسی پر اعتراض کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں؟

معلوم نہیں گورنمنٹ ہند ان لوگوں کی اس ذلت آمیز درخواست پر توجہ کرے گی یا نہیں۔ اور خاص کر اس صورت میں جب کہ ہندوستان ہی کے مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ شریف حسین کے مقابلہ میں سلطان ابن سعود کا سخت مخالف ہے۔ اور وہ کسی ایسی کارروائی کو پسند کرے گا۔ جس سے بالواسطہ یا بلاواسطہ ابن سعود کو امداد حاصل ہو۔ لیکن اگر حاجیوں کی حفاظت کے متعلق اطمینان نہ ہو۔ تو اس بارے میں بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہیئے۔ کیونکہ ایسے خطرات میں اسلام حج کے لئے جانے پر مجبور نہیں کرتا۔ بلکہ اجازت دیتا ہے۔ کہ اس بارے میں اطمینان حاصل کر لیا جائے۔ لیکن اگر مسلمانوں نے اس کی کوئی پروا نہ کی۔ اور ان اخبارات کی تحریروں سے متاثر ہو کر چل پڑے۔ جو محض اس لئے ان کے جانے پر زور دے رہے ہیں۔ کہ گورنمنٹ نے کیوں خطرات سفر کے متعلق اعلان کیا ہے۔ وہ اپنی مشکلات کے آپ ذمہ دار ہونگے اور کوئی عجب نہیں۔ ان کی وہی حالت ہو۔ جو کابل میں ہجرت کر کے جانے والوں کی ہوئی تھی۔ ہجرت کی تحریک کرنے والے اور لمبے چوڑے فتوے شائع کرنے والے اسوقت بھی مزے میں رہے اور اب بھی مزے میں رہینگے۔ نہ اسوقت انہوں نے ہجرت کر کے ثواب حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اور نہ اب حاجی بننے کیلئے رخت سفر باندھ کر گھروں سے چل پڑینگے۔ وہ بیٹھے تماشہ دیکھیں گے۔ اور تباہ ہونے والے تباہ و برباد ہو جائینگے؟

کاش مسلمانوں کو تباہی اور ہلاکت میں ڈالنے کی تحریکیں کرنیوالے خود بھی ان تحریکوں میں عملی حصہ لیتے۔ تو آج تک ان کی اتنی کثرت نظر نہ آتی؟

چودہویں صدی کے مولوی!

یہ ایک مستقل عنوان مقرر کیا جاتا ہے۔ جس کے ماتحت اس زمانہ کے مولویوں کے وہ حالات درج کئے جایا کرینگے جو اسلام کی بدنامی اور مسلمانوں کی بربادی کا باعث ہو رہے ہیں۔ تا مسلمان یہ معلوم کر سکیں۔ کہ اس خطرناک گروہ کے چنگل سے مخلصی حاصل کرنا ان کے لئے کس قدر ضروری ہے جو انہیں تباہی کے گڑھے میں گرا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ذیل کا مختصر مضمون امید ہے۔ غور اور دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔

اگر ہندوستان میں قومی حکومت ہوتی تو پہلا مسودہ قانون مولویوں کے متعلق پیش ہوتا

معاصر ہمدرد کا خاص نامہ نگار مقیم لنڈن "حکومت انگورہ کے اس حکم پر کہ "سوائے ان واعظوں کے جو حکومت سے وعظ کہنے کی اجازت حاصل کر چکے ہوں۔ کوئی دوسرا شخص مساجد میں کسی قسم کی تقریر نہیں کر سکتا" رائے زنی کرتا ہوا لکھتا ہے :-

"انگورہ کی جدید تحریک کا حامی کہے گا۔ کہ ایسا کرنا ناگزیر تھا۔ اس لئے کہ جاہل اور خود غرض ملا اپنے ذاتی اغراض کے لئے عوام کو بہکاتے ہیں۔ اور اگر آیندہ قوم کے خیالات کی اصلاح کرنا حکومت کا فرض ہے۔ تو اس قسم کے واعظین کی زبان بند کرنا اس کے لئے ضروری ہے۔ آپ کا نامہ نگار۔ جو ہندوستان کے "مولوی لیڈروں" کی سیاسی قلابازیوں سے تنگ آچکا ہے۔ ترکی تحریک جدیدہ کے حامیوں کے اس نقطۂ نظر کو کسی طرح غلط نہیں کہہ سکتا۔ اگر ہندوستان میں قومی حکومت ہوتی۔ اور ہندی مجلس ملیہ میں آپ کا نامہ نگار بھی کسی ضلع کا نمائندہ ہو کر شریک ہو سکتا۔ تو وہ پہلا مسودہ قانون یہی پیش کرتا۔ کہ مولوی صاحبان اپنی بقیہ عمر کے لئے مسجدوں کے حجروں میں بند کر دیئے جائیں۔ اور ان سے عرض کر دیا جائے۔ کہ آپ پانچ وقت نماز پڑھ کر ہندوستان کی مجلس ملیہ کے حق میں دعائے خیر فرمایا کریں۔ چونکہ مرغن غذائیں معدوں کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ اس لئے گذشتہ پرخوری کا علاج یہ ہوگا۔ کہ آیندہ دونوں وقت سنت رسول اللّٰہ کے مطابق کھانا حاضر کیا جائے گا جس شخص کے اندر ہندوستان کے پیشہ ور مولویوں

کے ناخن دل کے زخموں کو آج تک کرید رہے ہوں وہ حکومت کے اس عمل پر کیونکر نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ ترک چاہتے ہیں۔ کہ ان کی قوم جہالت کی اس تاریکی سے باہر آئے۔ جس میں طبقۂ علماء نے اس کو مقید کر دیا تھا۔ ترکوں کا کوئی دوست ان کی اس خواہش پر اعتراض کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا"

اس اظہار صداقت کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں مولویوں اور علماء نے ہر جگہ اور ہر ملک میں رسول کریم صلے اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق اپنے آپ کو ثابت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ کہ علمائھم شر من تحت ادیم السماء اور ایسی حالت میں اگر مسلمان ان کے ساتھ وہی سلوک کرنے پر مجبور ہوں۔ جس کے وہ اپنے اعمال اور افعال کے رو سے مستحق ہیں۔ تو بالکل معذور ہونگے۔ ترکان احرار چونکہ صاحب حکومت ہیں۔ اس لئے انہوں نے علماء کو کیفر کردار تک پہنچانا شروع کر دیا ہے۔ مگر ہندوستان کے مسلمانوں کے پاس چونکہ قومی حکومت نہیں ہے۔ اس لئے وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ مگر ان کی خواہش یہی ہے۔ کہ جب قومی حکومت حاصل ہو۔ تو سب سے پہلا قانون مولویوں کی نظربندی کا پاس کر دیا جائے؟

ہندوستانی مولوی جب ہمارے مقابلہ میں ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھتے اور سوائے دانت پیسنے کے اور کچھ نہیں کر سکتے۔ تو کہا کرتے ہیں۔ کہ کاش ہندوستان میں ہماری حکومت ہوتی۔ تا احمدیوں پر ظلم کر کے دنیا کے سامنے ہم اپنی وحشت اور درندگی کا اسی طرح ثبوت پیش کرتے جس طرح اہل کابل نے پیش کیا ہے؟

اس کے متعلق تو ہم اتنا ہی کہتے ہیں۔ کہ خدا گنجے کو ناخن نہ دے۔ البتہ ہم مولوی صاحبان سے یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ وہ اپنی خیر منائیں۔ قومی حکومت جس کے لئے ہندو مسلمان سعی کر رہے ہیں۔ اور جس کے ملنے کا بہت جلد تک امکان ہے۔ اس کے ہوتے ہی ان سے وہی سلوک روا رکھا جائیگا۔ جو غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے اپنی حکومت میں رکھا ہے۔

مولوی اور پنڈت لوگوں کے حقیقی دشمن ہیں

یہ خبر درج اخبار ہو چکی ہے۔ کہ الہ آباد میں سوامی ستیہ دیو نے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا :-

(ہمدرد ۶ مئی)

"مولوی و مولانا اور پنڈت و پروہت لوگوں کے حقیقی دشمن ہیں"!

معلوم ہوتا ہے۔ سمجھدار مسلمانوں کی طرح روشن خیال ہندوؤں پر بھی یہ بات واضح ہو گئی ہے۔ کہ ان کے مذہبی راہنما اسی قابل نہیں ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

فرمودہ یکم مئی ۱۹۲۵ء

جماعت احمدیہ نہایت بیش قیمت موتی ہے
جماعت کی تعلیم و تربیت کے متعلق ارشاد

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

چندہ خاص کی تحریک دو مہینے کے قریب عرصہ ہوا ہے کہ میں نے سلسلہ کی بعض ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک خاص چندے کی تحریک دوستوں کو کی تھی۔ اس تحریک کے جواب میں جس اخلاص جس ایثار اور جس قربانی کا ثبوت جماعت نے دیا ہے۔ وہ ایسا امید افزا اور ایسا دل خوش کن ہے۔ کہ اس کو دیکھتے ہوئے اس بات سے انکار کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں رہتی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی قوت قدسیہ سے اپنی جماعت کے اندر وہ روح پیدا کر دی ہے۔ جس کا نمونہ سوائے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور دوسرے انبیاء کی جماعتوں کے اور کہیں نہیں ملتا ؛

مادہ قبولیت ایک ترقی کرنے والی اور عروج کے اعلیٰ مقامات تک پہونچنے والی جماعت کے لئے سب سے اوّل یہ بات نہایت ضروری ہے۔ کہ اس میں کسی بات کی قبولیت اور قابلیت کا مادہ ہو۔ اور کسی بات کے اثر کو قبول کرنے کی طاقت اور ترقی کرنے کی قابلیت ہو۔ ورنہ کوئی بات موثر نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ محاورہ ہے۔ ایک بھینس کے سامنے خواہ کتنی دیر بین بجائیں۔ یا گدھے کے سامنے فلسفہ اور منطق کے کتنے نکتے بیان کریں۔ اس کا کچھ نتیجہ نہ ہوگا۔ کیونکہ بھینس اور گدھے میں موسیقی اور فلسفہ کے سمجھنے کی قوت اور مادہ نہیں ہوتا۔ اور ہماری مغز خوری کوئی نتیجہ نہیں پیدا کر سکتی ؛ ہماری وہ محنت جو ہم ان کو علوم کے سکھانے کے لئے کریں گے۔ قطعاً کارآمد نہیں ہو گی۔ لیکن ایک انسان کو جب کوئی سبق یا کوئی علم سکھاتے ہیں۔ تو وہ لباد قات سیکھ لیتا ہے۔ کیونکہ انسان میں قبولیت کا بہت زیادہ مادہ ہوتا ہے۔ اور وہ ہر ایک بات اور ہر ایک علم کو سمجھنے اور سیکھنے کی طاقت رکھتا ہے۔ ہاں جو قوم محکوم اور مفتوح ہو اس میں فاتح اور حاکم قوم کی نسبت یہ مادہ کم ہوتا ہے لیکن ہوتا ضرور ہے ؛

گرنے والی قوم سے مادہ قبولیت کا سلب ہونا جب کوئی قوم گر جاتی ہے۔ تو اس سے یہ مادہ بہت حد تک سلب ہو جاتا ہے

موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی حالت مسلمانوں کو ہی دیکھ لو۔ کہ ان کے اندر ان کے زمانہ حکومت میں یہ مادہ بہت کثرت سے پایا جاتا تھا لیکن اب ان کی حالت مدت سے خراب ہو رہی ہے۔ اور ان کے اپنے اعمال کے باعث تباہی و بربادی نے ان پر ایسے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ جو اٹھتے ہی نہیں۔ باوجود اس کے کہ ان میں ایسے لوگ اب بھی پائے جاتے ہیں۔ جو ان کو اچھی باتیں بتاتے اور ان کی اصلاح کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً ان میں بعض واعظ اور قومی لیڈر ایسے ہیں۔ جو ان کی ترقی کے لئے اپنی طرف سے پوری اور نیک نیتی کے ساتھ کوشش کرتے اور اس کے ذرائع بتلاتے ہیں۔ اور بہت سے ان میں سے ایسے ہیں۔ کہ واقعی ان کی نصائح نیک نیتی پر مبنی ہوتی ہیں اور واقعی ان کے دل میں قوم کی اصلاح کی تڑپ ہے۔ لیکن باوجود اس کے پھر بھی ان کی بات کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور لوگوں کے دلوں میں ان کی نصائح کی ذرا بھی وقعت نہیں ہوتی۔ یہی نہیں۔ بلکہ حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ کہ ان کی نصیحتیں خود ان پر بھی کوئی اثر نہیں کرتیں۔ قربانی تو وہ کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ قربانی صحیح اور درست نہیں ہوتی۔ اس لئے کوئی نتیجہ نہیں پیدا کرتی۔ نصیحت کا مغز یہ ہوتا ہے کہ جسے نصیحت کی جائے۔ وہ اس نصیحت سے فائدہ اٹھانے کی قابلیت اور شوق اپنے اندر رکھتا ہو۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا جو نصیحت لیڈر کرتے ہیں۔ وہ اگر صحیح ہوتی ہے۔ تو سننے والے اس پر عمل نہیں کرتے۔ اور اگر غلط ہوتی ہے۔ تو اس پر مخول اڑاتے ہیں ؛

حضرت مسیح موعودؑ کا پیدا کردہ عظیم الشان تغیر مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک عظیم الشان تغیر دنیا میں آکر انہی لوگوں میں پیدا کر دیا ہے۔ اور آپ کی قوت قدسی نے ایک ایسے رنگ میں ان پر تاثیر کی ہے۔ کہ ان کی حالت کو ہی بدل دیا ہے۔ اور وہی لوگ جو اس حد تک گر چکے تھے۔ کہ کسی بات کا ان پر اثر نہیں ہوتا تھا۔ اب وہ پیاسوں کی طرح ہدایت کے چشمے کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ اور ایک بچے کی طرح جو کسی خطرہ کے وقت اپنی ماں کی طرف دوڑتا ہے۔ حق کی طرف دوڑتے ہیں۔ یہ عظیم الشان تغیر ہے۔ جو حضرت مسیح موعود نے آکر دنیا میں پیدا کیا۔ اور اگر اور باتوں کو نہ بھی دیکھا جائے۔ تو یہی آپ کی صداقت کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ اگرچہ بہت سے منازل ابھی ایسے ہیں۔ جو ہماری جماعت کے لئے طے کرنے باقی ہیں۔ اور بہت سے کٹھن مرحلے ابھی گذرنے ہیں۔ لیکن یہ ضرور ہے۔ کہ ہماری جماعت کے اندر اس بات کی گنجایش ہے۔ کہ وہ ان منازل کو طے کرنے کے لئے پیش آمدہ تکالیف کو جھیل سکے۔ اور اس میں یہ روح ہے۔ کہ وہ ان کٹھن مرحلوں کا مقابلہ کر سکے جن کا طے کرنا باقی ہے۔ اور جو کام ان کو دیا جائے۔ اس کو وہ کر سکیں۔ ان کے اندر ایسی روح کا پیدا ہو جانا ایک ایسا تغیر ہے۔ کہ ایک ایسی مردہ قوم میں جو سالہا سال سے تباہ اور خستہ ہو رہی ہے۔ اتنا عظیم الشان تغیر پیدا کرنا سوائے خدا تعالےٰ کی نصرت کے کبھی ممکن نہیں ہو سکتا۔ پس ہمارے لئے خوش ہونے کا موقع ہے۔ اور ہم جس قدر بھی خوشی منائیں کم ہے ؛

بڑی قربانیوں کیلئے تیاری لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں اس سے بھی بہت زیادہ اور بڑی قربانیوں کے لئے اپنے آپ کو طیار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر ایسی قربانیاں کرنے والی جماعت کو بھی کہ اس منزل کی طرف نہ لے جایا جائے۔ جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ تو سمجھ لو۔ کہ ہم نے ایک ایسا قیمتی موتی کھو دیا۔ کہ اگر سینکڑوں سالوں کے لوگوں کی جانیں بھی جمع کی جائیں۔ تو اس کی قیمت نہیں ہو سکتیں۔ خدا تعالےٰ نے ایک مجدد کا زمانہ ہزار سالوں کے برابر بیان کیا ہے اور جب ایک معمولی مجدد کی جماعت ہزار سالوں کی جانوں کے برابر قیمت رکھتی ہے۔ تو مسیح موعود جیسا عظیم الشان مجدد۔ کہ جس کے برابر تیرہ سو سال میں کوئی شخص نہیں ہوا اور جس کو خدا تعالےٰ نے نبی بنا کر بھیجا۔ اور جس کے سپرد اتنا بڑا کام کیا۔ کہ گذشتہ انبیاء میں سوائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کے سپرد نہیں کیا گیا۔ اور اتنا بڑا کام سوائے آپ کے کسی نے نہیں کیا۔ تو ایسے زمانہ کی قدر کسقدر ہو گی۔ اور اس جماعت کے افراد کی جانیں اور ان کے ایمان کتنے قیمتی ہو نگے۔ اگر گذشتہ بارہ سو سال کی جانیں بھی جمع کی جائیں۔ تو ان کی مجموعی تعداد اس جماعت کا مقابلہ نہیں کر سکتی پس اگر ایسی جماعت کو اس کے صحیح مقصد اور مصرف سے پھیر دیں۔ اور اس کو اس کے اصل منزل مقصود کی طرف نہ لے جاویں۔ تو یہ بہت بڑی کوتاہی ہوگی ؛

جماعت احمدیہ کی تعلیم وتربیت

میں اپنی جماعت کے ایسے لوگوں کو جنہیں خدا تعالےٰ نے فہم و عقل اور شعور سے حصہ دیا ہے۔ توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ جماعت کی تعلیم وتربیت کی طرف خاص طور پر توجہ کریں۔ بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ یہ خلیفہ کا کام ہے۔ کہ جماعت کی اصلاح اور تربیت کرے۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے۔ کہ ایک آدمی اکیلا کس طرح اتنے کام کرسکتا ہے۔ اگر لوگوں کے گھروں میں پھر پھر کر لوگوں کی تربیت اور اصلاح کرنا ہی خلیفہ کا کام ہے۔ تو ایسی خلافت خلافت نہیں۔ بلکہ ایک عذاب ہے خلیفہ کا کام تو جماعت کو ہوشیار کرنا ہے۔ ورنہ وہ نہ تو ہر محلہ ہر گاؤں اور ہر شہر میں جاسکتا ہے۔ اور نہ اس طرح جماعت کی اصلاح کرسکتا ہے۔ اور جب تک ہر محلہ۔ ہر شہر اور ہر گاؤں میں ایسے لوگ پیدا نہیں ہو جاتے۔ جو اپنے محلہ۔ اپنے گاؤں۔ اور اپنے شہر کے لوگوں کی تربیت کریں۔ تب تک نہ تو خلیفہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ اور نہ اس کی کوششیں کامیاب ہو سکتی ہیں۔ پس میں ایسے تمام لوگوں کو جو تقویٰ اور طہارت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اسطرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنے فرض کو سمجھیں۔ اور رات دن ایک کرکے جماعت کو اس طرف لے جائیں۔ جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا میں آئے تھے۔ دیکھو ہم چاروں طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ اور کوئی کوشش نہیں۔ جو دشمن ہمیں ہمارے رستہ سے ہٹانے کی خاطر نہ کرتے ہوں۔ ان کی پوری کوشش یہی ہے۔ کہ ہمارے رستہ میں مشکلات پیدا کی جائیں۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں بھی کفار کے متعلق فرماتا ہے۔ کہ کفار پورا زور اور ساری طاقت اس بات کے لئے لگائیں گے۔ کہ مسلمانوں کو ان کے رستہ سے ہٹا دیں۔ چنانچہ کوئی ایسا کام نہیں۔ جو آج کل بھی کفار ہماری جماعت کو اس کے رستہ سے ہٹانے کے لئے نہ کرتے ہوں۔ اس لئے ہمیں ان کی کوششوں سے بیخوف نہیں رہنا چاہیئے اگر کوئی ہم میں سے یہ سمجھ کر کہ اب کوئی فکر نہیں بیٹھ رہے۔ تو وہ اندھا ہے۔ اس کے اندر کوئی بینائی نہیں ہے۔ اور اس نے ایسے قیمتی موتی کی ذرہ بھی قدر نہیں سمجھی۔ اور اس کی حفاظت کی کوئی پروا نہیں کی۔ جسے دشمن حسد کی وجہ سے برباد کرنا چاہتا ہے ؛

چندہ خاص کی تحریک اور مخالفین کا حسد

ابھی اس تحریک چندہ کے متعلق ہی دیکھ لو۔ کس طرح اس کو دیکھ کر ان لوگوں کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی ہے۔ حالانکہ چندہ دینے والا کوئی اور لینے والا کوئی ۔ نہ ان سے کوئی چندہ مانگتا ہے۔ اور نہ ان کی جیب سے کچھ نکلتا ہے۔ لیکن پھر بھی ہمارے چندوں کی کثرت کو دیکھ کر ان کے سینوں میں حسد کی آگ شعلے مارنے لگتی ہے۔ چنانچہ اب بعض غیر احمدی لکھ رہے ہیں۔ کہ لوجی ان کا دیوالہ نکل گیا ہے۔ اور تحریکیں کر رہے ہیں۔ لیکن اب یہ چندہ دیتے دیتے تھک گئے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ بات ہے۔ تو انہیں خوش ہونا چاہیئے تھا۔ کہ احمدیوں پر چندہ خاص کا ایک اور بوجھ پڑا۔ لیکن ہم انہیں کہتے ہیں۔ تمہارے دل اس بات سے جل رہے ہیں۔ کہ کیوں یہ لوگ اتنی اتنی بڑی قربانیاں کر رہے ہیں۔ اور تمہارے یہ کہنے کا یہ مطلب ہے۔ کہ ہماری جماعت کے اخلاص اور قربانی کو دیکھ کر تمہارے دل جل گئے ہیں۔ لیکن یاد رکھو۔ کہ تمہارے اس حسد سے جماعت کے اخلاص کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ بلکہ اور بھی زیادہ ترقی ہوئی ہے۔ اور انہوں نے پہلے سے بھی زیادہ چندے میں حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔ ایک واقعہ لکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے لئے وقت پر جاگ نہ سکے۔ اور سوتے رہے۔ جب اٹھے تو نماز کا وقت گذر چکا تھا۔ اس پر آپ اتنا روئے۔ اتنا روئے۔ کہ قریباً تمام دن روتے رہے۔ دوسرے دن عین نماز کے وقت کسی نے انہیں جگا دیا۔ آپ نے پوچھا تو کون ہے۔ تو اس نے جواب دیا۔ میں ابلیس ہوں۔ انہوں نے کہا۔ تم تو لوگوں کو نماز سے روکتے ہو۔ مجھے جگانے کے لئے کس طرح آگئے۔ اس پر اس نے کہا۔ کل تم نماز کا وقت گذر جانے کی وجہ سے اتنا روئے۔ کہ خدا تعالےٰ نے کہا۔ اس کو سو نمازوں کا ثواب دے دیا جائے۔ آج میں اس لئے وقت پر جگانے آگیا ہوں۔ کہ اگر تم نہ جاگے۔ تو کل کی طرح تمہیں پھر سو نمازوں کا ثواب نہ مل جائے۔ یہی حالت ہمارے دشمنوں کی ہے۔ ان کی گھبراہٹ ظاہر کرتی ہے۔ کہ ہماری جماعت کے غیر معمولی اخلاص کو دیکھ کر ان کے دل میں حسد کی آگ زیادہ بھڑک اٹھی ہے۔ ظاہر تو وہ یہ کر رہے ہیں۔ کہ بس اب ان کا دیوالہ نکل گیا۔ اب یہ چندہ دیتے دیتے تھک گئے ہیں۔ لیکن دراصل ان کے دل ہماری جماعت کی قربانیوں کو دیکھ کر سخت دکھ محسوس کر رہے ہیں ؛

خدا تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے اندر جن قربانیوں کا مادہ اور روح پائی جاتی ہے۔ وہ میں نہیں سمجھتا یورپ کی اقوام میں بھی باوجود وہاں کے حاکم ہونے کے پائی جاتی ہو۔ یورپ ایک تہذیب یافتہ ملک ہے۔ اور وہاں کے لوگ بے شک بڑی بڑی قربانیاں کرتے ہیں۔ اور بہت روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ لیکن یورپ میں بھی یہ نظیر نہیں پائی جاتی۔ کہ وہاں کے غرباء ہماری جماعت کے غرباء کی طرح قربانیاں کرتے ہوں۔ اور جس طرح ہماری جماعت کے لوگ بڑی بڑی قربانیاں کرتے ہیں۔ اس کی مثال جب یورپ جیسے متمدن ملک میں بھی نہیں پائی جاتی۔ تو دوسری قومیں جو گری ہوئی اور مغلوب ہیں۔ ان میں تو ان کا نشان بھی پایا جانا مشکل ہے۔ باقی رہا چندوں سے گھبرانے کا حال جس پر اخبار سیاست نے اعتراض کیا ہے۔ اس کی حقیقت اس سے معلوم ہو سکتی ہے۔ کہ باوجود روپیہ کی کمی۔ اور روپیہ کی سخت ضرورت محسوس کرنے کے پھر بھی اس سال کا جو بجٹ بنایا گیا ہے اس میں پچھلے سال کی نسبت باسٹھ ہزار روپیہ کی زیادتی کی گئی ہے۔ اور یہ زیادتی یہاں کی جماعت نے نہیں کی۔ بلکہ تمام جماعت کے نمائندگان جو ہندوستان کے مختلف اطراف سے مجلس مشاورت میں شریک ہونے کے لئے یہاں جمع ہوئے تھے۔ انہوں نے متفقہ طور پر اس میں اور زیادتی کی ہے۔ کیا چندوں سے گھبرانے والے لوگ بھی اس طرح کرتے ہیں۔ کہ روپیہ کی قلت کی وجہ سے نہ صرف پہلے بجٹ میں کمی نہیں کرتے۔ بلکہ باسٹھ ہزار روپیہ اور دیتے ہیں۔ کہ یہ بھی لے لیا جائے۔ کیونکہ پچھلے بجٹ میں کمی ہے ؛

550

مخالفین کے اعتراضات سے جماعت میں جوش

میں نے دیکھا ہے۔ جب کبھی ہمارے دشمن کوئی اعتراض کرتے ہیں تو ہماری جماعت میں خدا کے فضل سے پہلے سے بھی زیادہ جوش اور اخلاص پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جونہی کہ اخبارات میں دشمنوں نے ایسے اعتراضات کرنے شروع کئے۔ کہ یہ چندوں سے گھبرا گئے ہیں۔ اس وقت سے بہت سے دوستوں کی طرف سے خطوط آنے شروع ہو گئے کہ پہلے ہمارا ارادہ تھا۔ کہ میعاد مقررہ کے اندر اندر تھوڑا تھوڑا کرکے سارا چندہ ادا کر دینگے۔ لیکن اب دشمنوں کے اعتراضات سن کر خود تکلیف اٹھا کر بھی یکمشت بھیجتے ہیں۔ اور بہت سے دوستوں نے لکھا۔ کہ ہم نے پہلے ایک ماہ کی آمدنی لکھوائی تھی۔ لیکن اب ان اعتراضات کو پڑھ کر ایک ماہ کی آمدنی اور دیتے ہیں۔ یہ کیسی خوش کن نظیریں ہیں۔ ایک دوست جو بہت غریب ہیں۔ اور صرف ساڑھے سات روپے ماہوار آمدنی رکھتے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے۔ کہ پہلے خیال تھا۔ کہ مقررہ میعاد کے اندر اپنی ماہوار آمدنی چندہ میں ادا کر دوں گا۔ لیکن اب دشمنوں کے اعتراضات کو سن کر میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ خواہ کسی طرح گذارہ کرنا پڑے۔ اس چندہ کی رقم یکمشت ادا کر دونگا ایسی غرباء کی بہت سی مثالیں ہیں۔ اور امراء کے مقابلہ میں زیادہ ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ امراء میں ایسی مثالیں نہیں پائی جاتیں۔ ان میں بھی پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ ایک دوست نے اپنی ایک ماہ کی آمدنی چندہ میں دیدی تھی۔ لیکن انہوں نے لکھا۔ کہ چونکہ دشمن اعتراض کر رہا ہے۔ کہ ہم چندہ دیتے تھک گئے ہیں۔ لہذا میں ایک سو روپیہ علاوہ ایک ماہ کی آمدنی کے

اور دیتا ہوں۔ تا کہ ہمارے دشمنوں کو یہ پتہ لگ جائے۔ کہ ہم چندہ دیتے تھکے نہیں۔ بلکہ اور زیادہ تیز ہو گئے ہیں۔ تو دشمنوں کے ان اعتراضات سے بھی ہمیں بہت فائدہ پہنچا ہے۔ بہت سے دوستوں نے جنہوں نے پہلے اپنی ایک ماہ کی آمد لکھائی تھی۔ انہوں نے اب ایک ماہ کی آمد سے بھی زیادہ دینے کے لئے لکھا ہے۔ اور امید ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے اور کچھ نہیں۔ تو ان اعتراضوں کی وجہ سے دو تین ہزار روپیہ زیادہ وصول ہو جائے گا۔ اور چونکہ جماعت نے اس سال کے بجٹ میں زیادتی کی ہے۔ یہ رقم اس کے پورا کرنے میں کام آئیگی اور امید ہے۔ اتنا روپیہ جمع ہو جائے گا۔ کہ علاوہ تحریک کی اصل رقم کے وہ بجٹ کی رقم کی زیادتی کو بھی پورا کر دے گا۔ اور دشمن دیکھ لے گا۔ کہ ہم چندہ دیتے دیتے تھکے نہیں۔ بلکہ پہلے سے زیادہ تازہ دم ہو گئے ہیں ؀

فراہمی چندہ میں جلدی کی جائے

لیکن اس کے ساتھ ہی میں اپنے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ بہت جلد اس رقم کو پورا کر دیں۔ میں نے جب یہ تحریک کی تھی۔ اس وقت بھی کہا تھا۔ کہ یہ ایک چھوٹی سی قربانی ہے۔ اور آئندہ اس سے بہت بڑی قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ اب پھر میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ابھی ان کے لئے بہت بڑی بڑی قربانیاں کرنی باقی ہیں۔ اس لئے وہ تیار ہیں۔ اس تحریک کی میعاد ختم ہونے میں ایک مہینہ رہ گیا ہے اس لئے دوست جلد سے جلد اس کام سے فارغ ہوں۔ تا دوسرے کاموں کی طرف پورے طور پر توجہ کی جائے۔ ہمارا اصل کام تبلیغ اور تربیت ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ اس پر زور دوں۔ لیکن چونکہ ابھی دوست اس تحریک کی طرف متوجہ اور مشغول ہیں۔ اور اس وجہ سے دوسری طرف پوری توجہ نہیں دی جا سکتی۔ اس لئے میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ بہت جلد اس کام سے فارغ ہو جائیں تا میں جلد سے جلد تبلیغ و تربیت کے اہم کاموں کی طرف توجہ کر سکوں ؀

ہم تھکے نہیں

میں امید کرتا ہوں۔ کہ میری یہ تحریک انشاءاللہ بہت اثر کرے گی۔ اور دشمن دیکھے گا۔ کہ ہم تھکے نہیں۔ بلکہ اور زیادہ قربانیوں کے لئے طیار ہو گئے ہیں۔ اور ہماری قربانیاں بطور ورزش کے ہیں۔ جو ہمیں تھکاتی نہیں۔ بلکہ اور زیادہ مضبوط کر دیتی ہیں۔ جس طرح پہلوان جتنی زیادہ ورزش کرتا ہے۔ وہ کمزور نہیں ہوتا۔ بلکہ ورزش اسے اور زیادہ مضبوط بنا دیتی ہے۔ اسی طرح ہماری قربانیاں بھی ہمیں اور زیادہ طاقتور بنا رہی ہیں ؀

احمدیوں اور غیر احمدیوں کا مقابلہ

ہماری جماعت چند لاکھ کے قریب ہے اور ہمارے دشمن ہمیں چند ہزار بتاتے ہیں۔ اسکے مقابلہ میں صرف ہندوستان میں مسلمان قریباً سات کروڑ ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ کہ وہ سات کروڑ خدمت دین کے لئے ایسے آدمی مہیا کریں۔ جو ساری کی ساری جائدادیں اور اموال چندہ میں دیدیں۔ اور ہم بھی مہیا کرتے ہیں۔ پھر دیکھیں گے۔ کہ ہم چند لاکھ لوگوں میں سے ایسے آدمی زیادہ نکلتے ہیں۔ جو تمام کی تمام جائداد بغیر کسی ایک چیز کے بھی گھر میں چھوڑے چندہ میں دیدیتے ہیں۔ یا ان سات کروڑ میں سے نکلتے ہیں۔ اگر ایسا کرنے پر ہماری جماعت میں سے کئی ہزار ایسے آدمی نکل آئیں۔ جو بغیر کسی پس و پیش کے اپنی تمام جائدادیں چندہ میں دیدیں۔ اور ان میں سے کوئی نہ نکلے۔ تو پھر سمجھ لو۔ کہ مخالفین اسکے اعتراض بے ہودہ ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے مامور و مرسل نے ہم لوگوں کے اندر ایسا عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا ہے۔ جو سوائے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے پہلے کہیں نہیں پایا جاتا ؀

مزید تغیر پیدا کرو

لیکن پھر بھی میں اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ میں ابھی اس تغیر پر خوش نہیں ہوں۔ کیونکہ مردوں میں طاقتور ہونا کوئی خوشی کی بات نہیں۔ آج کل کے مسلمان مردے ہیں۔ طاقتوروں میں طاقتور ہونا ہی خوشی کا موجب ہو سکتا ہے۔ پس آپ لوگ اپنے آپ کو اس قابل بنائیں۔ کہ طاقتوروں کے اندر بھی آپ طاقتور کہلائیں۔ اب میں خطبہ کے ختم ہونے سے پہلے پھر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ آپ اپنی ان باتوں میں بھی جن میں ابھی اصلاح نہیں ہوئی۔ اصلاح کرنے کی کوشش کریں۔ اور اپنے نفوس کی اصلاح کی طرف بھی توجہ کریں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے نفوس کی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے ؀

ضرورت ملازمین

(۱) اسٹیل سٹرکچرل نقشہ نویس مطلوب ہے۔ تنخواہ قابلیت کے مطابق۔ ٹے ناک دی جاویگی (شاہ آباد۔ بنگال) (۲) تجربہ کار اور زود نویس کلرکوں کی ضرورت شہر بمبئی کیلئے۔ (۳) بک کیپر کی ضرورت ہے۔ تجربہ کار اور حساب میں خوب ماہر ہو۔ کم از کم تنخواہ کس قدر منظور ہے (۴) ایک باغ کے دفتر کے لئے آسام میں ایک ہیڈ کلرک اور ایک اسسٹنٹ کلرک کی ضرورت ہے۔ تجربہ کار اور ہوشیار۔ فوراً اپنی شرائط پیش کریں ؀

ذوالفقار علی خاں ناظر امور عامہ قادیان

اشتہارات

از پیشگاہ جناب خانصاحب عبد اللطیف صاحب منصف درجہ اول ایبٹ آباد

مدت ولد خستہ خاں قوم صوابی۔ ساکن کنڈ یا اراضی شنکیاری ؀

بنام

فیض اللہ ولد نامعلوم قوم صوابی یا خوار واقعی شنکیاری حال محرر محکمہ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر بمقام اوگی تحصیل مانسہرہ ؀

دعوےٰ مبلغ ۔ ۵۲ روپے بر رقعہ یادداشت

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰

مقدمہ بالا میں معلوم ہوا۔ کہ مدعا علیہ عمداً حاضری عدالت ہذا سے گریز کرتا ہے۔ اس لئے تعمیل سمن نہیں ہوتی۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر تم بتاریخ ۲۰ رمئی ۱۹۲۵ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی و جواب دہی مقدمہ مذکور کی نہ کرو گے۔ تو تمہارے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔ آج بتاریخ ۲۵ راپریل ۱۹۲۵ء ہمارے دستخط و مہر عدالت سے جاری کیا گیا ؀

مہر عدالت   دستخط حاکم

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی بعدالت شیخ محمد حسین صاحب سب جج درجہ چہارم راولپنڈی

فرم راہد و شاہ حکم چند بذریعہ چونی لال مالک دکاندار ساکن راولپنڈی۔ مدعی ؀

بنام

فضل داد ولد جہتا خاں ذات مدین ساکن بگلہ ڈھیری تحصیل ایبٹ آباد۔ ضلع ہزارہ۔ مدعا علیہ ؀

دعوےٰ ۶۰ روپے

ہرگاہ مدعا علیہ مقدمہ بالا حاضری عدالت ہذا سے عمداً گریز کر رہا ہے۔ اور تعمیل سمن اپنے اوپر نہیں ہونے دیتا۔ لہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی بذریعہ اشتہار ہذا مشتہری کی جاتی ہے۔ تاریخ پیشی مقدمہ ۱۲ رمئی ۱۹۲۵ء مقرر کی گئی ہے۔ اگر مدعا علیہ مذکور تاریخ پیشی پر برائے جوابدہی اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا نہ ہوگا۔ تو اُن کے برخلاف یکطرفہ کارروائی کیجائیگی۔ آج بتاریخ ۳۰ راپریل ۱۹۲۵ء بثبت مہر عدالت و دستخط ہمارے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت   دستخط حاکم